نمبر ۶۲ | مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۶ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ؛

لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے میعاد کے اندر چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کی رقم پوری کر کے داخل خزانہ کر دی ہے۔ جس کے لئے لوکل کارکُن قابل تعریف ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب انبالہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ وہاں ایک لیکچر بھی صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ جو بہت دلچسپی سے سُنا گیا ؛

نہایت افسوس ہے۔ کہ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کی صاحبزادی سلیمہ بیگم صاحبہ زوجہ خان عبدالرحیم خان صاحب رئیس حصاری ضلع ہزارہ قادیان آتے ہوئے ایبٹ آباد میں فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعاء مغفرت کریں ؛

سر آغا خان صاحب کا پیغام حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام

پچھلے دنوں جب گول میز کانفرنس کے مسلمان نمائندوں کے متعلق اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی۔ کہ وہ مرکزی حکومت کو تمام اختیارات دینے پر رضامندی ظاہر کرتے ہوئے ہندوؤں کے آگے جھک گئے ہیں۔ تو اس وقت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ تار سر آغا خان صاحب کو مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے جواب میں حضور کو سر آغا خان صاحب نے جو تار بھیجا ہے۔ جس میں یقین دلایا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے تمام ممکن کوششیں کی جا رہی ہیں۔ مسلم نمائندے متحدہ طور پر کام کر رہے ہیں کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ مشکلات پر غالب آنے کی کوششیں جاری ہیں۔ مسلمان نمائندے عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی فلاح اور بہتری کے کسی حقیقی ذریعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے ؛

سر آغا خان پیغام کو ختم کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہم نے ابھی کام شروع کیا ہے۔ اور اگرچہ ہنوز وسط میں بھی نہیں پہنچے۔ لیکن امید ہے۔ کامیابی کے ساتھ منزل طے کریں گے۔ اسی کے لئے دُعا کر رہے ہیں۔

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا تار

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ ہم نہ تو نظام ترکیبی (فیڈرل سسٹم) کے مطمح نظر سے بال برابر ہٹنے کے لئے تیار ہیں۔ نہ اسلامی حقوق میں سے کسی کو ترک کرنے پر آمادہ ہیں۔ میں کسی ایسی مفاہمت میں شریک نہیں ہونگا۔ جو مسلمانوں کے مفاد کے منافی ہو ؛

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مسلم سن رائز کا اجراء

خدا کے فضل سے کئی بڑے بڑے شہروں میں احمدیہ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور مولوی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے کی کوشش سے رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت پھر شروع ہو گئی ہے اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ یہ رسالہ اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر تبلیغ اسلام میں بہت معاون ہوگا۔ بفضل الٰہی احمدیہ جماعت کے ممبروں کی امریکہ میں اتنی تعداد ہے۔ کہ جس سے اس رسالہ کے جاری رکھنے میں مدد مل سکے۔ گذشتہ ماہ مولوی صاحب موصوف پٹزبرگ میں تشریف لائے تھے۔ اور یہاں کی جماعت کو مسلم سن رائز کے خریدنے کی تحریک کی گئی۔ اور اللہ کے فضل سے تیس خریدار چند منٹوں میں پیدا ہو گئے۔

امریکہ میں مالی مشکلات

گذشتہ سال سے امریکہ کی تجارتی و تمدنی حالت نہایت خطرناک ہے۔ ہزاروں کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں انسان بیکار پھر رہے ہیں۔ یہ ملک دولت میں اپنی آپ ہی مثال ہے۔ مگر موجودہ بے روزگاری اور مخلوقِ خدا کی فاقہ کشی میں بھی اس کا کوئی ملک ثانی نہیں۔ ملک بھر میں ایسا panic پڑا ہوا ہے۔ کہ لوگوں کو خدا یاد آ گیا ہے۔ اور حکومت اور گرجاؤں کی طرف سے اعلان ہو چکے ہیں۔ کہ اس مصیبت کو رفع کرنے کے لئے خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور دعاؤں کے لئے خاص وقت و دن مقرر کئے گئے۔ اور دعائیں کی گئیں۔

اس کے علاوہ گذشتہ موسم گرما میں ایسی شدید گرمی پڑی کہ جس کی مثال گذشتہ امریکن تاریخ میں نہیں ملتی۔ تین ماہ بالکل بارش نہ ہوئی جس کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو گئیں۔ مختلف شہروں میں سینکڑوں انسان ہلاک ہوئے۔ پانی کی تنگی کی وجہ سے لاکھوں جانور تباہ ہوئے اور گرمی کی شدت سے جھیلوں میں مچھلیاں مر گئیں۔ باغات و جنگلات جل گئے۔ اور ملک بھر میں ایسا قحط برپا ہوا۔ کہ جس کی وجہ سے پہلی مصیبت دوبالا ہو گئی۔

نئے مشن

اندریں حالات یہ نہایت ہی ناممکن تھا کہ کسی شہر میں نیا مشن قائم کر کے اسے سلف سپورٹنگ کیا جائے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے سلسلہ احمدیہ کے پھیلانے کے لئے عجیب و غریب ذرائع پیدا کر دیئے اور گذشتہ ۶ ماہ کے اندر اس غیبی نصرت نے پٹزبرگ و واشنگٹن میں دو نئے مشن قائم کر کے سلف سپورٹنگ بنا دیئے۔

الحمد للہ رب العٰلمین۔ شہر پٹزبرگ کی آبادی ۱۰ لاکھ ہے۔ اور یہ شہر تمام دنیا میں لوہے کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔ اس شہر میں ۲۰۰ کے قریب نو مسلموں کی تعداد ہے۔ اور واشنگٹن جو کہ یہاں سے ۲۳۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ۲۰ احمدی ممبر ہیں۔

تبلیغی جماعت

پٹزبرگ کی جماعت میں بعض بہت جوشیلے اصحاب ہیں۔ عاجز نے ان کے جوش و ایمان کو دیکھ کر ۲۱ مرد و زن کی ایک مشنری ٹریننگ کلاس بنائی ہے۔ جسے ہفتہ میں چار دفعہ نماز، اسلام و عربی کا سبق دیا جاتا ہے۔ یہ جماعت اب قاعدہ یسرنا القرآن ختم کرنے والی ہے۔ اور قریباً ۵۰ نو مسلم ایسے ہیں۔ جو کہ تمام نماز عربی زبان یاد کر چکے ہیں۔ ہفتہ میں دو دفعہ جلسے ہوتے ہیں۔ ایک جمعہ کی رات کو اور دوسرا اتوار کی رات کو۔ اس کے علاوہ ہر جمعہ کی نماز میں قریباً پچیس تیس نو مسلم شامل ہوتے ہیں۔ دو اصحاب ان میں سے تہجد خواں ہیں۔ اور جمعہ کو نفلی روزہ رکھتے ہیں۔ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا Extracts from the Holy Quran نو مسلموں کی تعلیم و تربیت میں بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو بہت بہت جزا خیر دے۔

پٹزبرگ کی جماعت میں ایک ایسے متقی نو مسلم ہیں۔ جو کہ اسلام کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کا اسلامی نام ولی محمد ہے۔ یہ صاحب قریباً سارے کا سارا دن مشن ہال۔ دفتر۔ سٹور کی صفائی میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور جب کبھی اس کام سے فراغت ملے۔ تو باہر پھیری جاتے ہیں اور جو کمائیں۔ ساری کی ساری آمد لا کر مجھے مشن کے اخراجات کے لئے دیدیتے ہیں۔ سُنا ہے۔ کہ یہ عیسائیت کے زمانہ میں بھی ایسی ہی قربانی کرتے رہے۔ اور جو کماتے راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ انہیں کسی دنیاوی چیز سے لگاؤ نہیں۔ خدا نے انہیں عجیب زہد۔ قناعت ایمان اور رضا عطاء فرمائی ہے۔ ان کو جو ملے اور جس وقت ملے کھا لیتے ہیں۔ اور جو پہننے کے لئے دستیاب ہو۔ وہ پہن لیتے ہیں۔ ان کی آواز بہت سریلی ہے۔ اِس واسطے ان کو مؤذن مقرر کیا گیا ہے۔

شہر سنسناٹی کے مخلص

شہر سنسناٹی میں عرصہ دو سال سے جماعت احمدیہ قائم ہے اور وہاں ۷۰ ممبر ہیں۔ عزیزم احمد حیات خان صاحب ان کے لئے مبلغ مقرر ہیں۔ ان کی محنت کی وجہ سے وہاں ۸ مرد و زن ایسے تیار ہو گئے ہیں۔ جو کہ اب قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ وہاں پر مسٹر حامد علی و مسز مسلم بہت مخلص و قابل ذکر اصحاب ہیں۔ جب کبھی چندہ کے لئے تحریک کی گئی۔ تو ان بھائیوں نے ساری کی ساری تنخواہ میرے سامنے لا رکھی۔ اور میں نے ان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک قلیل سی رقم قبول کی۔ یہ ایسے اسلام کے شیدائی ہیں۔ کہ اسلام کی خاطر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ سنسناٹی کی جماعت کو میرے ساتھ بہت انس ہو گیا ہے۔ اور ہر طرح سے میری مدد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ مسٹر و مسز حامد علی خدا کے فضل سے اپنی آمدنی و جائداد کا ۱/۳ حصہ انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرنے والے ہیں۔ میں انشاء اللہ چند دنوں تک سنسناٹی جا رہا ہوں۔ اور امید ہے۔ میرے جانے پر وہ وصیت لکھ دینگے۔ تمام احمدی احباب سے التماس ہے کہ ان سب نو مسلموں کی دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے اور اس خاکسار کے لئے کہ مولا کریم مجھے اپنی رضا پر راضی رکھے اور میرا خاتمہ بالخیر ہو دُعا فرمائیں۔ (خاکسار۔ یوسف خان عفی اللہ عنہ)

2040 Rose street
Pittsburgh Pa.
U. S. A.

جلسہ سالانہ کے لئے حفاظ اور نظم خوان

شعرائے جماعت احمدیہ بھی توجہ فرمائیں

(۱) جلسہ سالانہ امسال اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر منعقد ہوگا۔ ان تین ایام میں روزانہ دو اجلاس کے حساب سے کل چھ اجلاس ہونگے۔ ہر اجلاس سے پہلے تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے لئے وقت رکھا جائے گا۔ جماعت کے خوش الحان حفاظ اور نظم خوان احباب جو جلسہ سالانہ پر آنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اپنے نام جلد بھیجدیں تاکہ انہیں تلاوت اور نظم خوانی کے لئے موقعہ دیا جائے۔ لیکن صرف ایسے اصحاب نام پیش کریں۔ جو صحیح طور پر قرأت اور تلفظ ادا کر سکیں۔ اور اتنے کثیر مجمع میں پڑھنے سے طبیعت میں حجاب نہ محسوس کریں۔

(۲) اسی سلسلہ میں مَیں جماعت احمدیہ کے شعراء سے بھی مخاطب ہونا چاہتا ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ موقعہ کے حسب حال نظمیں لکھ کر ۱۵ دسمبر تک دفتر میں روانہ کر دیں۔ سب سے اچھی دو نظموں کے پڑھنے کا موقعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریروں سے پہلے دیا جائیگا۔ نظموں کے انتخاب میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کو کلی اختیار ہوگا۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

پراونشل انجمن احمدیہ یو۔ پی کا جلسہ لکھنؤ ۲۶ نومبر۔ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کا افتتاحی جلسہ ۲۹ اور ۳۰ نومبر لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔ صوبہ کی تمام احمدی جماعتوں کے قائم مقام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۴ قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات السنہ مشرقیہ

ایک نقصان رساں پابندی عائد کرنے کی تجویز

کئی سال سے پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ السنہ مشرقیہ کے امتحانات کے نتائج اس قدر خراب اور استنے بُرے نکل رہے ہیں۔ جو یونیورسٹی کے لئے نہایت ہی شرمناک ہیں۔ اس پر پنجاب میں بہت کچھ غم و غصہ پیدا ہوا۔ اور مسلمان اخبارات بڑے زور کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ہیں۔

امتحانات کے بُرے نتائج کی وجوہات

اس کی وجہ تو یہ ہے۔ کہ اول تو السنہ مشرقیہ یعنی فارسی اور عربی زبانوں کے امتحانات کے نصاب ایسے ہیں۔ جو طلباء میں حقیقی قابلیت پیدا کرنے کی بجائے انہیں محض طوطے کی طرح کتابیں رٹنے پر مجبور کرتے ہیں دوسرے یہ کہ امتحانات کے پرچے مرتب کرنے والوں کی مشکل پسندی۔ سہل انگاری اور ناواقفیت طلباء کی کامیابی میں سنگ راہ ثابت ہوتی ہے۔

۱۹۳۰ء کے امتحانات کے پرچے

۱۹۳۰ء کے امتحانات کے متعلق ہی ممتحنین نے جو گل کھلائے وہ نہایت افسوسناک تھے۔ مثلاً مولوی کے امتحان کا دوسرا پرچہ اس کورس کو چھوڑ کر جو اس امتحان کے لئے مقرر تھا۔ اور جس کی طلباء نے تیاری کی تھی۔ دوسرے کورس سے بنایا گیا۔ اس کی طرف جب ہماری جماعت کی نظارت تعلیم و تربیت نے بذریعہ تار رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی کو توجہ دلائی۔ تو انہوں نے یہ پرچہ منسوخ کر کے اس کی بجائے دوسری دفعہ امتحان لینا تجویز کیا۔ اسی طرح مولوی عالم کے امتحان کا چوتھا پرچہ بھی مقررہ نصاب سے نہیں۔ بلکہ باہر سے دیا گیا۔ مولوی فاضل کے پہلے پرچہ کے نمبروں کی مجموعی تعداد تو سَو رکھی گئی۔ لیکن سوالات کے الگ الگ جو نمبر دیئے گئے۔ ان کی میزان ۸۷ بنتی تھی۔ گویا ۱۳ نمبر پہلے سے ہی اڑا دیئے گئے۔ مولوی فاضل کا حدیث کا پرچہ حدیث کی کتاب بخاری میں سے آنا چاہیئے تھا۔ مگر اس کے کئی ایک سوال بخاری کی شرح فتح الباری میں سے دیئے گئے۔ جو نصاب میں شامل نہیں ان سب باتوں کے علاوہ پرچے استنے طول طویل بنائے گئے۔ کہ مقررہ وقت میں ان کے جواب قابل سے قابل طالب علم کے لئے بھی ناممکن تھے۔ اس پر مزید نوازش یہ کی گئی۔ کہ پرچوں میں بکثرت طباعت کی غلطیاں تھیں۔ جن کی وجہ سے سوال کا صحیح مفہوم معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ ان حالات میں السنہ مشرقیہ کے امتحانات میں شریک ہونے والوں میں سے سوائے کسی خوش قسمت کے باقی کامیاب ہوں۔ تو اس کا الزام امتحان دینے والوں پر نہیں۔ بلکہ ان ممتحنین پر آتا ہے۔ جو پرچے مرتب کرنے میں اس قسم کی غلطیاں کرتے ہیں۔ یا اس یونیورسٹی پر عائد ہوتا ہے۔ جو ایسے کودن لوگوں کو ممتحن مقرر کرتی ہے۔

نقصان رساں تجویز

اس طرح السنہ مشرقیہ کے امتحانات دینے والوں کی زندگیاں برباد ہوتے دیکھ کر اور ان زبانوں کے متعلق لوگوں کی بے دلی کو محسوس کر کے مسلمانوں میں غم و غصہ کا پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ اور وہ پیدا ہوا۔ اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ پنجاب یونیورسٹی ان نقائص کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی۔ جو نصاب تعلیم اور انداز امتحانات میں پائے جاتے ہیں تاکہ امتحانات کے نتائج اس درجہ افسوسناک نہ ہوتے جس قدر کہ اب ہیں۔ لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت ہی رنج اور افسوس ہوا۔ کہ عنقریب یونیورسٹی کے بورڈ آف اورنٹیل فیکلٹی کا ایک اجلاس ہونے والا ہے جس میں یہ تجویز پیش کی جائے گی۔ کہ آئندہ ابتدائی امتحانات پاس کئے بغیر منشی فاضل یا مولوی فاضل کا امتحان دینے کی اجازت واپس لے لی جائے۔ اور ہر شخص کے لئے یہ ضروری قرار دے دیا جائے۔ کہ وہ پہلے منشی یا مولوی کا امتحان دے۔ اس کے بعد منشی عالم یا مولوی عالم کا امتحان پاس کرے۔ اور پھر منشی فاضل یا مولوی فاضل کے امتحان میں بیٹھے۔

تجویز پیش کرنے کی وجہ

اس تجویز کی تائید میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ہر شخص کو براہ راست منشی فاضل یا مولوی فاضل کے امتحان میں بیٹھنے کی اجازت ہونے کے باعث بہت سے نااہل اور ناقابل امیدوار ہر سال امتحانات میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی کثیر تعداد فیل ہو کر یونیورسٹی کے وقار اور اعتماد کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اگر ان امتحانات کو بتدریج پاس کرنے کی شرط لگا دی گئی۔ تو آئندہ منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات میں بیٹھنے والے امیدوار ایسے ناقابل نہ ہوا کریں گے جیسے آجکل ہوتے ہیں۔ اور پاس ہونے والے امیدواروں کی تعداد بڑھ جائیگی اگر یونیورسٹی کے ان امتحانات میں شریک ہونے والے امیدوار فیل نہ ہوا کرتے۔ جو بتدریج ابتدائی امتحانات پاس کر کے اعلےٰ امتحانات دیتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ السنہ مشرقیہ میں تدریجی امتحانات پاس کرنے کی شرط نااہل اور ناقابل امیدواروں کو شریک امتحان ہونے سے روک سکیگی۔ لیکن جب دس دس بارہ بارہ اور چودہ چودہ سال تک سکولوں اور کالجوں میں تدریجی امتحانات پاس کرنے والے امیدواروں کی ایک اچھی خاصی تعداد فیل ہوتی ہے۔ تو یہ شرط السنہ مشرقیہ کے امتحانات کے لئے کیونکر خاطر خواہ نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس تجویز سے السنہ مشرقیہ کے امیدواروں کے راستہ میں ایسی مشکلات حائل ہو جائیں گی جن کا عبور کرنا ان کے لئے ناممکن ہو گا۔

السنہ مشرقیہ کے امتحان دینے والوں کی مشکلات

یہ تو صاف بات ہے۔ کہ ان زبانوں کے اعلےٰ سے اعلےٰ امتحانات پاس کرنے والوں کی قدر و قیمت گورنمنٹ کے نزدیک بہت معمولی ہے۔ سوائے صیغہ تعلیم کے گورنمنٹ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں۔ جہاں ان زبانوں کے امتحانات کی اعلےٰ ڈگریاں حاصل کرنیوالوں کی ضرورت سمجھی جاتی ہو۔ صیغہ تعلیم میں بھی انہیں بہت معمولی تنخواہوں پر ملازم رکھا جاتا ہے۔ اور یہ حلقہ بھی بہت محدود ہے۔ ان حالات میں بہت تھوڑے لوگ ان امتحانات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ بھی عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو اور کسی قسم کی تعلیم حاصل کرنے کے اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے اور اپنے لواحقین کے اخراجات کا بار برداشت کرتے ہوئے آخری امتحان کی تیاری میں مصروف رہیں۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ آخری امتحان پاس کر کے اپنے لئے کوئی بہتر صورت پیدا کر سکیں ایسے لوگوں کے لئے اگر یہ شرط لگا دی گئی۔ کہ بتدریج امتحانات پاس کرنے کے بعد آخری امتحان پاس کریں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔

کہ جو نہایت ہی قلیل التعداد اصحاب ہر سال السنہ مشرقیہ کے آخری امتحانات میں بیٹھتے ہیں۔ان میں اور بھی کمی واقع ہو جائیگی۔

ایک بہت بڑا نقص

علاوہ ازیں ایک بہت بڑا نقص جو اس شرط کے عائد کرنے سے رونما ہوگا۔ وہ یہ ہے۔کہ چونکہ السنہ مشرقیہ کے امتحانات کے نصاب نہایت ناقص اور طلبا کے دماغوں کے لئے ایسے بارگراں ہیں۔جو انہیں عام طور پر حقیقی قابلیت اور علمیت سے محروم رکھتے ہیں۔اس لئے کوشش یہ کی جاتی ہے۔کہ یونیورسٹی کا آخری امتحان دینے سے قبل طلبا کے لئے ایسا نصاب تعلیم رکھا جائے جو ان میں ٹھوس اور حقیقی قابلیت پیدا کر سکے۔چنانچہ ہمارا مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں اسی اصل کو مدنظر رکھ کر تعلیم دی جاتی ہے اور ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔کہ جس مرحلہ پر ہم اپنے طلباء کو یونیورسٹی کے آخری امتحان میں شریک ہونے کے لئے بھیجتے ہیں۔اس پر وہ یقیناً ان طلباء سے قابلیت اور علمیت میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔جو یونیورسٹی کے مقرر کردہ نصاب کے مطابق بتدریج امتحانات پاس کرنے کے بعد مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوتے ہیں۔اب اگر ہر ایک مولوی فاضل کا امتحان دینے والے کے لئے یہ شرط رکھ دی گئی۔کہ پہلے وہ سال بسال مولوی اور مولوی عالم کا امتحان پاس کرے۔اور پھر مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہو۔تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔کہ ایسے طلبا ر جو یونیورسٹی کے موجودہ نصاب سے بہتر نصاب کے ذریعہ تعلیم حاصل کر کے مولوی فاضل کا امتحان دینے والوں سے بھی زیادہ قابلیت رکھتے ہونگے۔ انہیں یونیورسٹی مولوی کا امتحان دینے پر مجبور کریگی۔اور مولوی فاضل کی سند حاصل کرنے کے لئے ان کے تین سال اور ضائع کرائیگی

اس قسم کی پابندی کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ السنہ مشرقیہ کے امتحانات میں مشکلات پیدا کر کے ان زبانوں کو مزید کس مپرسی کی حالت میں ڈال دیا جائے۔اور مسلمانوں کی شکایات رفع کرنے کی بجائے انہیں اور زیادہ شکوہ سنجی کا موقع دیا جائے۔

بہترین طریق عمل

پنجاب یونیورسٹی کے لئے اس بارے میں بہترین طریق یہی ہے کہ وہ اول تو ماہرین تعلیم کے ذریعہ السنہ مشرقیہ کے نصاب پر نظر ثانی کرائے۔ اور ایسی کتب جو محض طلباء کا دماغ چاٹنے کے سوا ان میں کسی قسم کی قابلیت نہیں پیدا کر سکتیں۔ان کی بجائے وہ کتب رکھے۔جن سے حقیقی قابلیت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے امتحانات کے پرچے مرتب کرنے کے لئے ایسے اصحاب کو منتخب کیا کرے۔ جو امتحانات کے طریق سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہوں۔اور جنھیں کتابیں سامنے رکھ کر اپنی قابلیت اور علمیت کا اظہار مدنظر نہ ہو۔بلکہ امتحان دینے والوں کی حالت پیش نظر ہو۔ ان ضروری امور کے علاوہ یہ احتیاط بھی کرائی جا سکتی ہے کہ مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحان دینے والوں کا آزمائشی امتحان ان ادارات کے ذمہ لگا دیا جائے۔جن کی وساطت سے وہ امتحان میں شریک ہونا چاہیں۔اس سے یونیورسٹی کا مقصد بھی پورا ہو جائیگا۔اور کوئی شکایت بھی پیدا نہ ہوگی۔

بورڈ آف اورنٹیل فیکلٹی سے

پنجاب یونیورسٹی کے بورڈ آف اورنٹیل فیکلٹی کو پورے حزم واحتیاط کے ساتھ کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔اور قطعاً کوئی ایسی پابندی عائد نہ کرنی چاہیئے۔جس سے اس خیال کو مزید تقویت پہنچے۔ کہ پنجاب یونیورسٹی السنہ مشرقیہ کے متعلق بردلی اور بے رغبتی پیدا کر رہی ہے

ہندوستان کے کانسٹی ٹیوشن کی بنیاد اور ہندو

مسلمانوں کے جائز اور معقول مطالبات کے جواب میں ہندوؤں کی طرف سے جو دلیل نہایت زور کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔وہ بالفاظ ”پرتاپ“ ۲۰ نومبر یہ ہے۔

”کیا دنیا کے کسی اور ملک کے کانسٹی ٹیوشن کی بنیاد بھی فرقہ پرستی کے اصولوں پر ہے۔یا کیا ہندوستان میں ہی یہ نرالا پن پایا جاتا ہے“

ہم اس بارے میں یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔کیا ”دنیا کے کسی اور ملک“ میں بھی اس قدر مذہبی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور معاشرتی اختلافات رکھنے والی اقوام آباد ہیں۔جتنی ہندوستان میں۔کیا ”دنیا کے کسی اور ملک“ میں بھی اکثریت اقلیتوں کی خوراک پر یہ جبر پابندیاں عائد کرنے کی خواہاں ہے۔کیا ”دنیا کے کسی اور ملک“ میں بھی اکثریت اقلیتوں کے مذہب کو مٹانے کی آرزومند ہے۔ اور کیا ”دنیا کے کسی اور ملک“ میں بھی اکثریت اقلیتوں کے حقوق پر اسی طرح غاصبانہ طور پر قابض نظر آتی ہے۔جسطرح ہندوستان میں اگر ہندوستان میں یہ تمام ”نرالے پن“ پائے جاتے ہیں۔اور ان کا باعث ہندو ہی ہیں۔تو کانسٹی ٹیوشن کی بنیاد فرقہ پرستی کے اصول پر رکھنے کا ”نرالا پن“ بھی انہیں ضرور برداشت کرنا ہوگا۔

علاقہ گجرات میں کانگریس کا زوال

گجرات کاٹھیاوار چونکہ گاندھی جی کا وطن ہے۔ اس لئے آپ کی پیش کردہ تحریک اور تجویز کا جو اثر اس خطہ میں ہو سکتا ہے۔ اور جگہ ممکن نہیں۔ اور لازماً یہاں کے لوگوں میں گاندھی موومنٹ کی قبولیت دوسرے حصص ملک سے زیادہ ہونی چاہیئے۔مگر اس علاقہ میں ان دنوں کانگریس کے اقتدار اور تسلط کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔کہ حکومت بمبئی نے ایک کمیونک میں لکھا ہے ” اواخر اکتوبر تک گجرات کے ان دیہاتی افسروں کے استعفوں میں سے جو تحریک نافرمانی میں دیئے گئے تھے۔ ۱۷۰۰ استعفے واپس ہو چکے ہیں“

اس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ اس تحریک کے آغاز میں ہنگامہ خیزی اور اشتعال جذبات کے باعث جو لوگ اس سے متاثر ہو گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی لغویت محسوس کرتے جا رہے ہیں۔اور جب گجرات میں جو اس کا مرکز ہے۔یہ حالت ہے۔تو دیگر صوبجات کے متعلق صحیح قیاس کرنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہجاتی

ویدک جیون کا بلند ترین مقام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۲۵ سال تک مجرد رہنے اور پچیس سے پچاس سال کی عمر تک ایک بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو ”پرکاش“ نے ”ویدک جیون کا نمونہ“ قرار دیا تھا۔ اس پر ہم نے پوچھا تھا کہ اگر یہ ویدک جیون ہے۔تو ماننا پڑیگا۔ کہ سوامی دیانند کا جیون ویدک جیون نہ تھا۔کیونکہ وہ ساری عمر باقاعدہ شادی سے آزاد رہ کر نیوگ کے طریق بتاتے رہے۔ اس صورت میں آریوں کو چاہیئے۔کہ سوامی دیانند کو چھوڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں۔اس پر ”پرکاش“ ۲۳ نومبر نے لکھا ہے:-

(ویدک جیون کا) ”بلند ترین مقام اجنم برہمچاری رہنا اور برہمچریہ سے سیدھا سنیاس آشرم کو پراپت ہو کر ویدک دھرم کا پرچار کرنا ہے“

اگر ویدک دھرم کا بلند ترین مقام ”اجنم برہمچاری رہنا“ ہے۔تو کیوں آریہ اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔آج تک ہم نے تو کبھی اس کے حصول کے لئے کوئی معمولی سی تحریک بھی نہیں دیکھی۔بلکہ اس کے خلاف آریہ اخبارات شادیاں کرنے اور بکثرت اولاد پیدا کرنے پر زور دیتے رہتے ہیں۔حتیٰ کہ بیواؤں کی شادیوں کے لئے انہوں نے ”آشرم“ قائم کر رکھے ہیں۔حالانکہ بانی آریہ سماج نے بیوہ کی شادی کی قطعاً اجازت نہیں دی۔پرکاش کو یہ بات خود کھٹکی ہے۔کہ جسے وہ ویدک دھرم کا بلند ترین مقام بتا رہا ہے۔اس پر کوئی آریہ پہنچ نہیں سکتا۔ اس لئے اس نے لکھا۔

”اس کی آشا سرو سادھاران سے نہیں کی جا سکتی۔ان سے آشا تو انہی سے ہی کی جا سکتی ہے۔جو روحانیت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہوں“

عجیب بات ہے۔ایک طرف تو ساری عمر مجرد رہنے کو ”ویدک دھرم کا بلند ترین مقام“ بتایا جاتا ہے۔اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے۔کہ ”روحانیت میں درجہ کمال کو پہنچنے کے بعد یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔اگر اس مقام پر پہنچے بغیر روحانیت میں کمال حاصل ہو سکتا ہے۔تو معلوم ہوا مجرد رہنا ایک لغو امر ہے۔اور اگر اس کا روحانیت کے کامل ہونے میں دخل ہے۔تو آریوں کا اسی پر عمل نہ کرنا بے ہودگی ہے ؛

شذرات

(۱)

اللہ تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ جب اہل دنیا ضرورت کے وقت آنے والے مسیح اور آسمانی پیغامبر کو رد کر دیتے ہیں۔ تو ان پر زمینی لوگ مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کرو۔ جہاں کہیں یہ نظر آئیگا۔ کہ ایک قوم خدا کے برگزیدہ سے برسر پرخاش ہے۔ اُس کے ساتھ ہی یہ بھی دکھائی دیگا کہ اس نے اپنی امیدوں کا آخری سہارا اور ترقی کے لئے نجات دہندہ تلاش کرنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ اور ایک نا اہل انسان کے ہاتھوں میں اپنی باگ دیدی ہے حضرت نوح علیہ السلام کا بیان انھم عصونی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ الا خسارا۔ اسی سنت قدیمہ کا مظہر ہے۔

ان دنوں مسلمانوں کی حالت ادبار و نکبت ایک آسمانی ریفارمر کی مقتضی ہے۔ اس فلاکت و زبون حالی کو اپنے بیگانے سب محسوس کر رہے ہیں۔ اس قوم کی مردنی کو دُور کرنے اور اُس کے مردہ اعضاء میں قوت حیات کو سرائت کرنے کے لئے ایک مسیحا نفس کی ضرورت تھی۔ خدا کا برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود باجود میں ظاہر ہُوا۔ مگر افسوس کہ قوم کی نظریں آسمان سے جسمانی نزول کے لئے منتظر تھیں۔ انہوں نے اس نورِ خدا کو ظلمت قرار دیا۔ اور اپنی بدقسمتی سے اس آبِ حیات سے روگردانی کی۔ آہ! اس قوم کی حالت کس قدر قابل رحم ہے جو موت کے پنجہ میں گرفتار اور ہلاکت کے مُنہ میں ہے۔ مگر ہنوز اس امر سے آگاہ نہیں۔ کہ اس کو بچانے والا۔ آسمانی نجات دہندہ اور موعود مسیح کون ہے؟ افسوس کہ اس قوم کے دانشمند کہلانے والوں نے آسمانی منادی کی دعوت کو ٹھکرایا۔ لیکن ایک زمینی اور سفلی انسان کو اپنے لئے موجب ترقی قرار دیا۔ بئس للظالمین بدلا۔

اخبار زمیندار (۵ اکتوبر) لکھتا ہے۔

"تاریخ عالم بتا رہی ہے۔ کہ جب کسی قوم میں خواہش حیات اور جذبہ ترفع پیدا ہوتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ ان میں کوئی ایسا آدمی پیدا کر دیتا ہے۔ جو اُن کے طبعی امیال و عواطف میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے انہیں راہ حق طلبی میں تحمل شدائد کے قابل بنا دیتا ہے۔ ہندوستان میں قدرت نے یہ کام گاندھی کے سپرد کر دیا۔"

کیا کوئی غیور مسلمان یہ تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ مسلم قوم میں زندگی اور ترفع پیدا کرنے کے لئے قدرت نے گاندھی جی کو منتخب کیا ہے؟ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں؟ اے ایمان کے دعویدارو!

سنو! مسیحائے وقت صاف فرما گئے ہیں۔

ازرہِ دیں پروری آمد عروج مغز نخست
بازمے آید اگر آید ازیں رہ بالیقیں

(۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث گروہ میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کو اس فریق کے متعلق کافی تجربہ ہے۔ آپ نے اس واقفیت تامہ کی بناء پر ایک مرتبہ تحریر کیا۔

"قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے۔ کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں۔ اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس ہے۔ کہ آج ہم اہلحدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

اس عبارت میں اہلحدیثوں کی جس خصوصیت کبریٰ کا ذکر ہے۔ ہمیں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر اُس کی تصدیق کرنی پڑتی ہے۔ اخبار اہلحدیث کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سب اعتراضات اس خصلت کا ناطق ثبوت ہیں۔ واقعات کو بگاڑنا بھی ان لوگوں کا ادنیٰ کرتب ہے۔ تھوڑے دن گزرے، مونگ ضلع گجرات میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی سے مناظرات ہوئے۔ ان کا جو حال ہوا۔ وہ سب حاضرین پر عیاں تھا۔ مولوی ثناء اللہ غیر احمدیوں کا بڑا بُت تھا۔ حضرت محمودؓ کے ایک ادنےٰ خادم نے اس بُت کو جس طرح ریزہ ریزہ کیا۔ اسے خود غیر احمدیوں نے محسوس کیا۔ ان کے چہروں کی مردنی اس پر گواہ تھی۔ بلکہ اکثروں نے ان میں سے اس کا اظہار بھی کر دیا۔ اور اب تک اس کا چرچا جاری ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے آیات قرآنیہ اور شرعی معیارہائے صداقت اور اپنی نوشتہ تحریروں کو پرانی رجسٹریاں کہہ کر جان بچانی چاہی۔ مگر یہ بات انہیں کو رسوا کر گئی۔ مولوی محمد ابراہیم کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے دوران مناظرہ میں اپنے ایک رفیق حافظ فضل الرحمٰن آف لالہ مُوسیٰ کو بآواز بلند گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور اسے ایک تھپڑ بھی رسید کر دیا۔ پبلک کا لحاظ آڑے آگیا۔ ورنہ نہ معلوم یہ نزلہ اس عضو ضعیف پر اور کس قدر گرتا۔ بہرحال ان حالات میں مناظرہ ختم ہوا۔ اور حق کو بیّن فتح ہوئی۔ مگر اس "یہودیانہ خصلت" کے وارث اپنے ایک چیلے معمار کے نام سے اپنے اخبار میں رپورٹ شایع کرتے ہیں۔ کہ وہاں پر مولوی ثناء اللہ کو بڑی کامیابی ہوئی۔ یہی بیان اہلحدیثوں کی خصوصیت پر کافی گواہ تھا کہ آپ نے اہلحدیث ۷ نومبر میں چند نام گوردسنگھ، نانک سنگھ، جیمل سنگھ، سنت رام، ولایت خاں، احمد الدین وغیرہ شایع کر کے اس کو مکمل کر دیا۔ کہ یہ لوگ گواہ ہیں۔ "مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ پر مولوی اللہ دتا مناظر مرزائی سوائے لسانی باتوں کے ان کی گرفت سے نہ نکل سکے۔" (۷ نومبر) ناظرین! ان گواہوں کی حیثیت پر غور فرمایئے۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ ایسے "خاص اہلحدیث" کے راوی ہونے پر نگاہ کیجئے۔ اُف اس قدر جھوٹ!۔

خیر ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔ جب یہ لوگ کتاب اللہ میں اس "خصلت" سے کام لیتے ہیں۔ تو ان معمولی بیانات کی کیا حقیقت ہے۔ ہاں ان "چار آنے کے گواہوں" کی اصلیت طشت از بام کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ مونگ کے مناظرہ کے لئے مولوی ثناء اللہ کو لینے کے لئے دو شخص آئے تھے۔ اور دونوں مولوی تھے۔ جن کے آنے اور اصرار کرنے کا قصہ اہلحدیث ۲۴ اکتوبر صفحہ میں درج ہے۔ یعنی مولوی محمد یٰسین اور مولوی اللہ دتا (حنفی) امام جامع مسجد مونگ۔ ان چند ناموں میں جو اہلحدیث ۷ نومبر میں شایع ہوئے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کے نام نہیں۔ حالانکہ وہ مناظرہ کے بانی اور مولوی تھے۔ آخر کچھ تو بات ہے۔ مدیر اہلحدیث اچھوتی شہادت کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ اے کاش! کہ آپ اب بھی اس یہودیانہ مشابہت سے باز آجائیں۔ اور "علماء اہلحدیث" کے اس بھونڈے طریق گفتگو کو ترک کر دیں۔ جو ہر جگہ آپ کی ذلت کا موجب ہوتا ہے۔ جس پر بٹالہ کا تازہ مناظرہ گواہ ہے۔ اور جس کے متعلق آپ کا اپنا بیان ہے۔ کہ:۔

"جس طریق سے یہ حضرات (علماء اہلحدیث) مخالف کی اصلاح اور ہدایت چاہتے ہیں۔ اس طریق سے بجائے ہدایت کے ضلالت پھیلتی ہے۔"

(اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

(۳)

سنت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے مامور کی مخالف قومیں روز بروز قعر مذلت میں گرتی جاتی ہیں۔ اسی اصول کے ماتحت ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ایک دن اہلحدیث گروہ محض "جعلناھم احادیث" کا مصداق ہو جائیگا۔ چنانچہ اس کے آثار نمایاں ہیں۔ اور خود اخبار اہلحدیث کا فائل گواہ ہے۔ کہ یہ لوگ کس طرح مٹ رہے ہیں۔ لکھا ہے:۔

(الف) "جماعت اہلحدیث کی جو ناگفتہ بہ حالت ہو رہی ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔" (اہلحدیث ۲۰ دسمبر ۱۹۲۹ء)

(ب) "ہم وہ ہیں۔ کہ ہمارے قویٰ سلب ہو چکے۔ بہادری عنقا ہو چکی۔ اعضاء کمزور ہو چکے۔ حقانی تڑپ ہمارے دلوں سے معدوم ہو چکی۔ بلکہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ تمام اعضاء مر چکے۔ فقط ایک دہن اور اس میں زبان باقی ہے۔" (اہلحدیث ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء)

کیا ان حالات کے باوجود بھی اہلحدیث کو اصرار ہے۔ کہ ابھی کسی مُصلح روحانی کی آمد قبل از وقت ہے؟ ایک نیا گروہ اور اس قدر جلد اس کی یہ حالت عبرتناک مرقع ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۴)

مشہور مقولہ ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ انسان دوسرے کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتا ہے نیک انسان بالعموم دوسروں کو نیک سمجھتا ہے۔ اور بدکار دوسروں پر بھی ایسا ہی خیال کرتا ہے۔ اہل پیغام نے جماعت احمدیہ پر ہمیشہ یہ اتہام لگایا ہے۔ کہ تم دل سے حقوق مسلمین کے حامی نہیں۔ بلکہ کار خاص پر متعین ہو۔ اس بہتان کے مدلل اور واضح جوابات کے باوجود اس کو محض نادانوں کے اشتعال کے لئے دہرانا ایک گھنونا فعل ہے۔ ہر شریف انسان اس سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن اہل پیغام کا اس کو پھیلانا در اصل ایک

مجبوری کے ماتحت تھا اور ہوگا جس کو اڈیٹر پیغام نے ان لفظوں میں ظاہر کیا ہے۔ کہ: "ہماری تباہی اور بربادی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ کہ ہمارے قوا [illegible] اور فعل [illegible] مطابقت نہیں [illegible]

حقیقی مومن کی شان

مامور من اللہ کی ہر بات پر آمنا و صدقنا کہنا

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب لوگوں کی اعتقادی اخلاقی اور عملی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اور نیکی و بدی میں تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ تو اُس وقت اللہ تعالےٰ اپنی طرف سے مامور بھیجتا ہے۔ تا اس کے ذریعہ سے لوگوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ جو لوگ مامور کو قبول کرتے ہیں۔ تو وُہ اسی وقت قبول کرتے ہیں۔ کہ جب وُہ معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ جس راستہ کی طرف یہ شخص ہم کو بلا رہا ہے۔ درست ہے۔ اور ہمارا سابقہ راستہ غلط ہے۔

اسی طرح قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ مامور کی بعثت کے وقت علماء موجود ہوتے ہیں۔ مگر ان کے ہوتے ہوئے پھر ضرورت ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح آئے کیونکہ جس راستہ پر وُہ لوگوں کو پکار رہے ہوتے ہیں۔ وُہ ہلاکت اور تباہی کا راستہ ہوتا ہے۔ مامور آکر اُس وقت کے غلط اعتقادات کو دُور کر کے صحیح اعتقادات کی تعلیم دیتا ہے۔ اس پر سعید روحیں اُس کی آواز کو سُنکر اُس پر لبیک کہتی ہیں۔ اور ہر بات جو مامور سے سُنتی ہیں۔ اُسے تسلیم کر لیتی ہیں۔ کیونکہ وُہ سمجھتی ہیں۔ کہ ہماری بہتری اسی میں ہے۔ کہ جو تعلیم یہ پیش کرے۔ اُسے مان لیں۔ پھر مامور کو قبول کرنے والے ہر معاملہ میں اس سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ اور ہر مشکل کے وقت اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ ہر تکلیف کے وقت طبعاً ماں باپ کی طرف لوٹتا ہے۔ مامور روحانی باپ اور لوگ اس کی اولاد ہوتے ہیں۔ بلکہ جو غم اور درد مامور کو اپنی جماعت کا ہوتا ہے وُہ اُس غم اور درد سے جو والدین کو اپنی اولاد کا ہوتا ہے۔ کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"وما وجد الثکالیٰ فوق وجدی
اذیٰ ام ھل لھا شان کشانی"

یعنی جس عورت کا اکلوتا بیٹا ہو۔ اور وُہ اس سے جُدا کیا جائے۔ اُس وقت جو درد اپنے بچے کے متعلق اسے پیدا ہوتا ہے۔ وُہ درد میرے درد کا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے۔ پس جو فیصلہ مامور کرتا ہے۔ اُسے شناخت کرنے والے انشراح صدر سے اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کو یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ ہمارا رہبر ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہماری اصلاح کے لئے آیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرمایا۔ تیرے رب کی قسم وُہ کبھی مومن نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ اے رسُول وُہ تجھ کو حکم نہ بنالیں۔ اُن امُور میں جن میں اُن کا جھگڑا ہو۔ اور پھر تیرے فیصلہ پر اپنے اندر تنگی نہ پائیں۔ اور پورے طور پر اسے قبول کر لیں۔

اس میں کھول کر بتا دیا۔ کہ جب آپس میں کوئی اختلاف ہو۔ تو رسُول کو حکم بنا کر اس کے فیصلہ کو انشراح صدر سے قبول کر لینا چاہیئے۔ اور جو ایسا نہیں کر سکتا۔ وُہ مومن نہیں بن سکتا۔ حقیقتاً اگر وُہ فیصلے جو لوگوں کی منشاء کے مطابق ہوں تسلیم کئے جائیں اور جو منشا کے خلاف امُور ہوں۔ اُن کو نہ مانا جائے۔ تو ایسا کرنے والا اُس مامور کو نہیں مانتا۔ بلکہ اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے۔ حقیقی فرمانبرداری کا تو اسی وقت پتہ چلتا ہے۔ جب نفس کے خلاف بات کو قبول کر لیا جائے۔ اور مامُور کے آگے اپنے آپ کو اس طرح ڈالدیا جائے۔ کہ اُس کی رضا کے ماتحت اپنی رضا اور اس کے ارادوں کے مطابق اپنے ارادے کر دیئے جائیں۔ اور وہی کام کئے جائیں۔ جن کے کرنے کا مامور حکم دے۔ اور وُہ ہی عقیدہ رکھا جائے جس کے رکھنے کا وُہ حکم دے۔ اُس وقت انسان مومن بن سکتا ہے۔

قرآن شریف اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ماموروں کی جماعتیں اسی رنگ میں اپنے رسولوں کو قبول کرتی رہی ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کے موقعہ پر شرائط صلح جو کفار کی طرف سے پیش ہوئی تھیں۔ منظور کر لیں۔ تو حضرت عمرؓ کو سخت ناگوار گذرا۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا اظہار کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ اُن کی شنوائی نہیں ہوئی۔ تو حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کر اس کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کا رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آخر جب حضرت عمرؓ کا غصہ کم ہوا۔ تو اُن کو سخت پشیمانی ہوئی۔ اور انہوں نے توبہ کی۔ اور کافی عرصہ تک اُن پر اُس کا اثر رہا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو قبول کرنا کس قدر ضروری سمجھتے تھے۔ پس یہ کبھی نہیں ہُوا۔ کہ ایک مومن اپنے وقت کے مامور پر ایمان لاکر پھر اس کے حکم کی صریح طور پر مخالفت کرے۔ اور وُہ پھر مومن کا مومن ہی رہے۔ خصوصاً ایسی بات جو مذہب اور شریعت سے تعلق رکھتی ہو۔ اور مامُور کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف اپنا خیال ظاہر کیا جائے جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ اس زمانہ کی حالت بھی ایسی ہو گئی تھی۔ کہ خُدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامُور آئے۔ قرآن کریم کے ظاہری الفاظ موجود ہوتے ہوئے پھر قرآن زمین سے اُٹھ گیا تھا۔ اُس کے فہم اور مغز سے دُنیا خصوصاً علماء زمانہ بے خبر ہو چکے تھے۔ ایمان لوگوں کے اندر سے پرواز کر کے ثریا پر جا چکا تھا۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ تب اس وقت خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مامور کر کے بھیجا۔ آپ نے آکر جہاں قرآن کریم کو اس کی اصلی صُورت میں پیش کیا۔ اور وُہ ایمان جو زمین سے پرواز کر چکا تھا۔ دوبارہ لاکر لوگوں کو بخشا۔ وہاں ان لوگوں کو جو قرآن کریم کے مطالب محض اپنی عقل اور علم سے بیان کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ورطہ تاریکی میں دھکیل رہے تھے۔ سمجھایا۔ اور کہا۔ کہ۔

"اے اسیر عقل خود برہستی خود کم بناز ؎ کیں سپہر بوالعجائب چوں تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نہ باشد گذر در کوئے حق ؎ ہر کہ آید ز آسماں او راز آں یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل است ؎ ہر کہ از خود آورد نجس و مردار آورد"

آپ نے اپنے مجاب اللہ ہونیکا ایک ثبوت یہ بھی دیا۔ اور اس کو زور سے لوگوں کے آگے پیش کیا۔ کہ مجھے فہم قرآن دیا گیا ہے۔ آؤ میرا اس میں مقابلہ کر لو۔

بس ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہی درُست ہے۔ جسے اس زمانہ میں خُدا کے مامُور نے پیش کیا ہے۔ اور اس سے سراسر انحراف ضلالت اور گمراہی ہے خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان صحابہ پر جنہوں نے اپنی ایک ایک حرکت اور سکون سے اطاعت اور فرمانبرداری کا وُہ نمونہ دکھایا۔ جس نے انہیں بعد میں آنیوالوں کے لئے بہترین نمونہ بنا دیا۔ چنانچہ جنہوں نے آپ کو مانا۔ یہی روح لیکر اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے متعلق سُنایا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب اگر نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرتے۔ تو میں اس دعویٰ کو بھی مان لیتا۔ کیونکہ میں نے یہ یقین کر کے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ کہ آپ راستباز اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ اس کے بعد آپ کی ہر بات میرے لئے قابل قبول اور واجب العمل ہو گئی۔ پس جو بات آپ کہینگے۔ میں سچی سمجھونگا۔

اسی طرح میرے محترم استاد قاضی امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ نے ایکدفعہ سُنایا۔ کہ ابتداء میں جب میں قادیان آیا۔ تو میرا خیال تھا۔ کہ سفر میں بھی ظہر عصر کی نماز میں چار رکعت ہیں۔ ایک دن میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ گورداسپور گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ یا عصر کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے حکم دیا۔ کہ نماز پڑھاؤ۔ جب میں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو فرمایا۔ قاضی صاحب دو رکعت ہی پڑھائینگے نہ۔ میں نے عرض کیا۔ حضور بہت اچھا۔ اسکے بعد ہمیشہ کے لئے میں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اسی پر کاربند رہا۔

الغرض آیت مذکورہ بالا یہی بتاتی ہے۔ کہ جب خدا کا مامور کوئی بات بیان کر دے۔ تو اس وقت اس کے دامن سے وابستہ ہونیوالے کا فرض ہے۔ کہ اس بات کو قبول کرے۔ قبول بھی اس طرح کہ انشراح ہو جائے۔ اور کسی قسم کا انقباض نہ رہے۔ گویا جسطرح رات کے بعد دن چڑھ جاتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ محسوس کرے۔ کہ میرے دل کا ہر خانہ منور ہو گیا ہے۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب یہ یقین ہو۔ کہ اس وقت سب راہیں ہلاکت کیطرف لیجانیوالی ہیں۔ سوائے اس راہ کے جسکو خدا کے مامور نے ظاہر کیا۔

اس زمانہ میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی رنگ اور اسی یقین سے مانا ہوا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام وہی ہے جسے آپ نے پیش کیا ہے۔[*]

---

[*] اُس کی حقیقت وہی ہے۔ جسے آپ نے ظاہر کیا۔ پس جو اس زمانہ کے امام نے بتلایا۔ اسی میں خدا کی رضا ہے۔ اُسے ماننا اور اُس کے مقابل اپنی ہر رائے کو ترک کر دینا اس کی سمجھ کو اپنی سمجھ پر ہر رنگ میں مقدم کرنا اس کی فراست

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۳۰ء

جلسہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء قادیان میں منعقد ہوگا

پہلا دن (جمعہ) ۲۶ دسمبر

پہلا اجلاس

نمبر مضمون	وقت	مضمون	لیکچرار
	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
	۱۰ ” ” ۱۰½ ”	افتتاحی تقریر	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
	۱۰½ ” ۱۱ ”	خطبہ استقبالیہ	ناظر ضیافت
۱	۱۱ ” ۱۲ ”	اقتصادیاتِ اسلام	چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے
۲	۱۲ ” ۱ ”	سناتن دہرمی ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کے موثر ذرائع	شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور
		نماز جمعہ و عصر ایک بجے سے تین بجے تک	

دوسرا اجلاس

نمبر مضمون	وقت	مضمون	لیکچرار
۳	۳ بجے سے ۴ بجے تک	اسلام اور برہمو سماج	پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے
۴	۴ ” ۵ ”	صداقت حضرت مسیح موعودؑ از روئے تورات و انجیل	ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل

دوسرا دن (ہفتہ) ۲۷ دسمبر

پہلا اجلاس

نمبر مضمون	وقت	مضمون	لیکچرار
	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۵	۱۰ ” ۱۱ ”	اجرائے نبوت از روئے قرآن کریم	شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل بی۔اے
۶	۱۱ ” ۱۲ ”	حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو کس نئے رنگ میں پیش کیا جس سے خود مسلمان بھی ناواقف تھے	ابوالبرکات مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۷	۱۲ ” ۱ ”	برکات خلافت	مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل
		نماز ظہر و عصر ایک بجے سے تین بجے تک	

دوسرا اجلاس

نمبر مضمون	
۸	تین بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شروع ہوگی

تیسرا دن (اتوار) ۲۸ دسمبر

پہلا اجلاس

نمبر مضمون	وقت	مضمون	لیکچرار
	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹	۱۰ ” ۱۱ ”	حضرت مسیح موعودؑ کی عبادت الٰہی	مفتی محمد صادق صاحب
۱۰	” ” ۱ ”	واقعہ صلیب مسیح ناصری	میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق
		نماز ظہر و عصر ایک بجے سے تین بجے تک	

دوسرا اجلاس

نمبر مضمون	
۱۱	تین بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شروع ہوگی

خلاصہ مضمون نمبر ۱

"اقتصادیات اسلام"

(۱) علم اقتصاد کا موضوع۔

(۲) دولت کا مفید عام اور صحیح طریقہ تقسیم۔

(۳) ضرورت سے زیادہ یا ضرورت سے کم مال و دولت کے نقصانات۔

(۴) میانہ روی۔ خیر الامور اوسطہا۔

(۵) اسلامی قوانین متعلق قرضہ و تجارت و زکوٰۃ۔

(۶) اسلامی قوانین متعلق تقسیم اموال گہری حکمت اور انصاف پر مبنی تھا۔

(۷) ہندو قوانین وراثت اور یورپ کے قوانین وراثت سے اسلامی قوانین کا مقابلہ۔

(۸) اسلامی قوانین کی برتری کا ثبوت۔

(۹) مسلمانوں کی موجودہ غربت کے اسباب اور ان کا علاج۔

(۱۰) احمدیہ جماعت کے لئے انتباہ۔

خلاصہ مضمون نمبر ۲

سناتن دہرم میں تبلیغ اسلام کے موثر ذرائع

(۱) سناتن دھرمی گرنتھوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر۔

(۲) سناتن دھرمی بزرگوں کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف۔

(۳) سناتن دھرمی گرنتھ اور کثرت ازدواج۔

(۴) سناتن دھرمی بزرگ اور کثرت ازدواج۔

(۵) سناتن دھرمی گرنتھ اور گائے۔

(۶) سناتن دھرمی گرنتھ اور اوتاروں کے سلسلہ کا اجراء۔

(۷) سناتن دھرمی گرنتھ اور کل یگ یعنی فیج اعوج کے زمانہ کے اوتار۔

خلاصہ مضمون نمبر ۳

برہمو ازم اور اسلام

(۱) برہمو ازم کی حقیقت اور اس کی تاریخی وجوہات۔ ہندوستان میں مسلمانوں اور انگریزوں کا ہندو تمدن اور مذہب پر اثر اور نئے حالات میں ہندو مذہب کو ہندوؤں کے لئے قابل قبول بنانے اور اس کے قائم رکھنے کی صورت:۔

(۲) (ا) ویدوں اور اپنشدوں کی معروف تفسیر میں بعض ایسے امور کا جواز نہ ملتا تھا۔ جو بانی برہمو ازم کے نزدیک ضروری اور قابل قدر تھے۔ اس لئے الہام اور وحی کی حیثیت کو گرا دیا گیا۔ تا دینی کتابوں میں ردّ و بدل کی گنجائش نکل سکے۔ (ب) ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کی تبلیغ سے بچانے کے لئے یہ صورت کی گئی۔ کہ نہ ہندو دوسروں کو تبلیغ کریں۔ اور نہ دوسرے ہندوؤں کو۔ گویا تمام مذاہب یکساں طور پر قابل قبول ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا افراد کا ذاتی معاملہ ہے۔ (ج) اگر تمام مذاہب یکساں طور پر قابل قبول ہیں۔ تو برہمو ازم کی ضرورت یہ قرار دی گئی۔ کہ دوسرے مذاہب صرف اپنے اپنے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن برہمو ازم کے نزدیک سب کی عزت ہونی چاہئے:۔

(۳) برہمو ازم کے امتیازات پر جرح:۔ (ا) وحی اور الہام انسانی عقل پر کس طرح کی حجت رکھتے ہیں۔ الہام کی حیثیت کو گرانے کے خطرات۔ الہامی کتابوں میں اختلاف کی وجہ اجتہاد کا اختیار اور اس کے حدود۔ (ب) کیا ہم آنکھیں بند کر کے کسی ایک مذہب کو اختیار کر سکتے ہیں۔ یا جس مذہب میں پیدا ہوئے ہیں۔ لازم ہے۔ کہ اسی پر راضی ہوں۔ (ج) بانیان مذاہب کی صداقت پر یقین رکھنا اسلام کی تعلیم ہے۔ پس اسلام کے سامنے برہمو ازم کا کوئی امتیاز نہیں۔ اور اصل سوال کہ تمام بانیان مذاہب پر یقین رکھتے ہوئے ہم ان کی تعلیموں میں جو اختلاف نظر آتا ہے۔ اس کو کیسے سلجھا سکتے ہیں۔ اس مشکل کا حل صرف اسلام نے کیا ہے۔

خلاصہ مضمون نمبر ۴

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے تورات و انجیل

(۱) تورات و انجیل کی موجودہ حالت اور حیثیت۔

(۲) مسیح کی آمد ثانی کی حقیقت۔

(۳) مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت۔

(۴) علامات زمانہ مسیح موعودؑ۔

(۵) حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں بائبل کی متفرق پیشگوئیاں

(۶) صداقت انبیاء کے معیار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نصاریٰ کے اعتراضات۔

خلاصہ مضمون نمبر ۵

اجرائے نبوت از روئے قرآن کریم

(۱) نبوت کی تعریف اور اس کی ضرورت۔

(۲) کیا وہ ضرورت اس زمانہ میں متحقق ہے یا؟

(۳) ضرورت متحقق ہونے کی صورت میں کیا شریعت اسلامیہ اس کے پورا کرنے میں مانع ہے۔ یا اس کے پورا کرنے کے لئے وعدہ کا دروازہ کھولتی ہے؟

(۴) مخالفین کی طرف سے جو آیات بطور موانع پیش کی جاتی ہیں۔ ان کا جواب۔

(۵) آیت خاتم النبیین کے صحیح معنی۔

خلاصہ مضمون نمبر ۶

حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت کی شان کس نئے رنگ میں پیش کی۔ جس سے پہلے خود مسلمان بھی ناواقف تھے

(۱) عنوان کے متعلق کچھ۔

(۲) آنحضرت صلعم کی شان بلحاظ طہارت نفس و عصمت۔

(۳) آنحضرت کی شان بلحاظ نبوت۔

(۴) آنحضرت کی شان بلحاظ خاتم النبیین ہونے کے۔

(۵) آنحضرت کی شان بلحاظ تعلیم کے۔

(۶) آنحضرت کی شان بلحاظ تزکیہ نفوس کے۔

(۷) آنحضرت کی شان بلحاظ اخبار غیبیہ کے۔

(۸) آنحضرت کی شان بلحاظ بعثت ثانیہ کے۔

خلاصہ مضمون نمبر ۷

برکات خلافت

(۱) اس مضمون کی ضرورت۔

(۲) خلافت کی تعریف اور مفہوم۔

(۳) روحانی خلافت کی قسمیں اور زیر بحث کی تعیین۔

(۴) خلافت کی ضرورت۔

(۵) قیام خلافت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم۔

(۶) حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات۔

(۷) خلافت کے روحانی برکات۔

(۸) خلافت کے جسمانی فوائد۔

(۹) خلافت کی عظمت قائم کرنے کے لئے شریعت نے کیا ضروری قرار دیا ہے؟

(۱۰) خلافت احمدیہ کی برکات۔

خلاصہ مضمون نمبر ۹

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت الٰہی

(۱) پبلک میں آپ کا طرز عبادت۔

(۲) خلوت میں آپ کا طرز عبادت۔

(۳) عملی رنگ میں آپ کی عبادت۔

خلاصہ مضمون نمبر ۱۰

واقعہ صلیب مسیح ناصری

(۱) مدعیان حیات مسیح کا دعویٰ صعود مسیح بر آسمان۔

(۲) منکرین صعود مسیح کا جواب دعویٰ۔

(۳) امورات تنقیح جس کا بار ثبوت و تردید بذمہ فریقین ہے

(۴) شہادت و ثبوت دعویٰ منجانب غیر احمدیان صعود مسیح و واقعہ صلیب۔

(۵) گواہوں کے بیانات پر منکرین صعود مسیح کی جرح۔

(۶) واقعہ صلیب کے وقت کون لوگ موجود تھے۔

(۷) جو اس وقت موجود تھے۔ ان کی شہادت عینی ہے یا سماعی۔

(۸) ان کے خلاف جو شہادت مدعیان صعود مسیح پیش کرتے ہیں۔ وہ عینی اور رویت کی ہے یا سماعی۔

(۹) کیا بروئے قانون شریعت ایسے واقعات میں عینی شہادت قابل اعتبار ہے یا سماعی۔

(۱۰) مدعیان صعود مسیح کا پیش کردہ ثبوت دعویٰ قابل سماعت ہے یا ناقابل سماعت۔

(۱۱) شہادت مدعیان میں واقعہ صلیب اور مصلوب کے شبیہ عیسیٰ ہونے میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں۔

(۱۲) یہ اختلاف شہادت مدعیان کے دعویٰ کو باطل کرتا ہے یا نہیں

(۱۳) فیصلہ آخری بحق منکرین صعود مسیح۔ احمدیان برخلاف مدعیان۔ غیر احمدیان۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

کامل مومن بنو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں۔ "وصیت کی تحریک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سے انعامات وابستہ ہیں۔ ابھی تک جنہوں نے وصیت نہ کی ہو وہ کر کے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ جو شخص وصیت نہیں کرتا۔ مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے"۔

مناظرہ چیندر کے منگولہ میں پیغامیوں کی ناکامی

اور

پیغام صلح کی غلط بیانی

۵ ار نومبر چیندر کے منگو نے ضلع سیالکوٹ میں پیغامیوں کا جماعت احمدیہ سے مناظرہ تھا۔ جس کے لئے مولوی عصمت اللہ کے ہمراہ "پیغام صلح" کا ایڈیٹر منشی عبدالحق بھی لاہور سے آیا۔ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے پیغامیوں نے یہ خواہش کی۔ کہ ان کے غیر احمدی ہمخیالوں کو اس امر کے لئے منصف مقرر کیا جائے۔ کہ قرآن و حدیث کی بنا پر امت محمدیہ میں اجراء نبوت ثابت ہے یا نہیں اگر نبوت کے ثبوت کا انہوں نے فیصلہ کر دیا۔ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رُو سے مناظرہ کرینگے ورنہ نہیں۔ اس پر جب ہماری طرف سے سمجھایا گیا۔ کہ غیر احمدی اس مسئلہ میں تمہارے ہم عقیدہ ہیں۔ اس لئے وہ منصف نہیں ہو سکتے۔ تو منشی عبدالحق اپنی سرشت سے مجبور ہو کر یہ اعلان کرنے لگا۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کو ہمارے مسلمان بھائیوں کی دیانتداری پر اعتبار نہیں۔ اس لئے ان کو منصف نہیں مانتے۔ اس پر مولوی محمد یار صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے اس کی شرارت پر لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے۔ اس سے پوچھا کیا تم آریوں سے صداقت اسلام پر مناظرہ کرتے ہوئے ان کے ہم خیال بھائیوں (سناتنی وغیرہ فرقوں) کو منصف مقرر کر سکتے ہو۔ جب نہیں تو پھر تمہارا یہ دھوکہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان غیر احمدیوں کو بددیانت سمجھکر منصف نہیں مانتی۔ اس طرح تم لوگوں کو غلط بیانی کر کے اشتعال دلاتے اور مناظرہ سے فرار کرنا چاہتے ہو۔ اسکے بعد ایڈیٹر پیغام کو ہوش آیا۔ اور بادل ناخواستہ اس نے تسلیم کر لیا۔ کہ اچھا دوسرا مناظرہ بھی ہو جائے گا۔ لیکن بوجہ ندامت اور شرمندگی "ڈنڈا" سے "اشارہ" کرنے والے کی دائیں جانب ایسا دم بخود ہو کر بیٹھ گیا۔ کہ گویا "اشارہ ڈنڈا" نے اسے اچھی طرح "ادب" کا "سبق" پڑھایا ہوا ہے۔ اور آخیر مناظرہ تک کوئی لفظ بولنے کی جرأت نہ کر سکا۔

اس ندامت کا ہی اثر تھا۔ کہ جب ایڈیٹر مذکور لاہور پہنچا۔ تو گوشہ تنہائی میں بیٹھکر مناظرہ کی رپورٹ لکھی۔ اور خوب لکھی۔ اپنی "عظیم الشان فتح" اور جماعت احمدیہ کی "شکست فاش" تو مناظرہ سے پہلے ہی اسے معلوم تھی۔ اس لئے اس کا ذکر بار بار کیا۔ لیکن باوجود اس کے اس کی رپورٹ اس کے ایمان۔ دیانت اور صداقت اور مولوی عصمت اللہ کی "کامیابی" ظاہر کر رہی ہے۔

ایڈیٹر مذکور لکھتا ہے "بحث تو تھی اس بات پر کہ آیا قرآن کریم اور حدیث صحیح کی بناء پر اجراء نبوت ثابت ہے یا ختم نبوت۔ مولانا محمد یار

نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں لفظ نبی کا استعمال کیا ہے“

حالانکہ اصل بات یہ تھی۔ کہ مولوی محمد یار نے مولوی عصمت اللہ کی پیش کردہ تین آیات اور دو چار احادیث کا ائمہ سلف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کے مطابق نہایت ہی معقول اور مدلل جواب دے کر قرآن کریم کی بارہ آیات اور آنے والے مسیح کو جن احادیث میں نبی کہا گیا ہے۔ وہ پیش کیں۔ اور آیات کے معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان کردہ ترجمہ پیش کیا۔ جس میں حضور نے صاف اور واضح طور پر امت محمدیہ میں انبیاء کا آنا ذکر فرمایا ہے۔ چونکہ مولوی عصمت اللہ نے اخیر وقت تک ان آیات کا جواب دینے کی کوشش تک نہ کی۔ اس لئے ایڈیٹر پیغام ”الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے“ کا مصداق بنکر ہمارے مبلغ پر خفگی کا اظہار کر رہا ہے

دوسرے مناظرہ کی روئداد بھی ایڈیٹر پیغام نے گول مول لکھکر اپنی ذلت کو بدیں الفاظ چھپایا ہے۔ ” دوسری بحث یہ تھی کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں نبوت کا دعوٰی ہے۔ مولانا محمد یار نے اس کا نہایت ہی مسکت جواب یہ دیا۔ کہ مولانا محمد علی نے ریویو میں اور احمد حسین فریدآبادی نے ۱۹۱۳ء کے پیغام صلح میں مرزا صاحب کو نبی لکھا ہے“

یہ صحیح ہے۔ کہ مولوی محمد یار صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی پہلی تحریرات اور پیغام صلح ۱۹۱۳ء سے تمام پیغامیوں کا اقرار (ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم کی تحریر نہیں۔ بلکہ ان پیغامیوں کا اعلان پیش کیا۔ جو یہ لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاتھوں اور ہمارے مکانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ اور دنیا جانتی ہے کہ وہ ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم ہیں۔ یا کوئی اور ہے) کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں پیش کرکے ثابت کیا۔ کہ پیغامی صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی عداوت کی بناء پر جماعت احمدیہ سے الگ ہو بیٹھے ہیں۔ ورنہ پہلے وہ بھی رسول اور نبی مانتے رہے ہیں۔ لیکن اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی تحریرات بھی پیش کرکے نہایت عمدہ طور پر حضور کی نبوت کو ثابت کیا۔ بعد ازاں حضور کی کتابوں سے پچیس تیس وہ حوالجات پیش کئے۔ جن میں حضور نے اپنی نبوت کا صاف طور پر پہلے مجددوں سے امتیاز کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے۔ اور علناً بیان کیا ہے۔ کہ میں خدا کا نبی اور رسول ہوں۔

مولوی عصمت اللہ بے چارے نے اس کا کیا جواب دینا تھا آخر کہنے لگا۔ مرزا صاحب ظلی نبی ان معنوں سے ہیں۔ کہ آپ نبی نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی کسی تحریر سے ثابت کر دو۔ کہ آپ ظلی مسیح موعود یا ظلی امام مہدی تھے۔ تو ابھی انعام دونگا۔ ہمارے مناظر نے فوراً انعام کسی ثالث کے پاس جمع کرانے کو کہا۔ تو آئیں بائیں کرنے لگ گیا۔ اور جب مولوی صاحب نے اپنی باری میں ازالہ اوہام سے یہ حوالہ پڑھ کر سنایا۔ کہ ”کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز بچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے“۔ تو مولوی عصمت اللہ معہ اپنے قرین کے حیران اور ششدر رہ گیا۔

یہ طبعی تقاضا ہے۔ کہ انسان اپنی ذلت اور ندامت کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ پیغامیوں نے بھی مناظرہ کے بعد ایسا ہی کیا۔ اول تو دوسرے دن ہی جلسہ کرکے مولوی عصمت اللہ نے نبوۃ کے بند ہونے اور مناظرہ کی گفتگو کے متعلق تقریر شروع کی۔ بھلا ان بھلے مانسوں سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ اگر تمہاری ”عظیم الشان فتح“ ہو چکی تھی۔ تو پھر یہ مسئلہ دوبارہ انہیں لوگوں کو جو مناظرہ سن چکے تھے۔ سمجھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا اس کا صاف یہ مطلب نہیں۔ کہ تم اس ذلت کو جو تمہارے ”گلے کا ہار“ ہو گئی تھی۔ دور کرنا چاہتے تھے۔ کیا تمہارے یہ لکھنے پر کہ ”جو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اس کے اظہار کے لئے ۱۷ر نومبر کو ہم نے جلسہ کیا۔ جس میں جناب مولانا عصمت اللہ ختم نبوت پر تقریر فرماتے تھے“ کوئی عقلمند انسان اعتبار کرسکتا ہے۔ یا کریگا؟ ہرگز نہیں۔ لیکن عجیب بات تو یہ ہے۔ کہ اس جلسہ میں بھی پیغامی ذلیل ہی ہوئے۔ جب ہمارے مناظر نے وہاں پہونچ کر للکارا۔ اور سب لوگوں نے بھی یہ فیصلہ کیا۔ کہ پھر وقت مقرر ہو جائے۔ اور گفتگو ہو۔ تو مولوی عصمت اللہ غریب کو سگریٹ سلگا کر چل دینے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ بعد میں ایڈیٹر پیغام نے تھوڑی سی تقریر صداقت اسلام پر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ قادیان پر دبی زبان سے ایک دو اعتراض کئے۔ لیکن اسی جگہ جب احمدی مبلغین کی تقاریر کا اعلان ہوا۔ تو جھنجلا کر بول اٹھا۔ کہ میں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور یہاں تک مرعوب ہوا۔ کہ فوراً اپنے ساتھی کی اقتدا میں دُم دبا کر بھاگ گیا۔

دوسرا طریق اپنی ندامت کو مٹانیکا پیغامیوں نے یہ اختیار کیا۔ کہ غیر احمدیوں سے (جو ختم نبوت کے مسئلہ میں ان کے ہم خیال ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ انہیں خوش کرنے کے لئے ہی یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے منحرف ہو گئے ہیں) نیز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے کا ایک ”معزز مرید“ ظاہر کرکے (جو ہمیشہ سے ان کا ہی ہم خیال ہے۔ اور مناظرہ میں بھی پیغامیوں کے ساتھ ہی آیا۔ ان کے ساتھ ہی نشست و برخاست رکھی) اس سے بھی اپنی کامیابی کی شہادت دینے کے لئے منتیں کیں۔ حتیٰ کہ معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض کی تو گھنٹوں منتیں سماجتیں کرتے رہے۔ چنانچہ ان دستخطوں کی ہی خاطر حافظ حبیب اللہ ساکن گرز بردار سے مولوی عصمت اللہ اور منشی عبدالحق اور دوسرے پیغامیوں نے اپنی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تقریر سنی۔ کیونکہ اس بدباطن نے ان لوگوں کے سامنے حضور علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) کاذب تک کہا۔ مگر ان کو اس سے دستخط کرانا اور دوسرے ملاؤں سے کرا کے دینا مطلوب تھا۔ اس لئے ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ ان لوگوں کو اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درحقیقت کوئی دُور

بقایا جلد صاف کیجئے

کئی ایک احباب نے الفضل کا خاتم النبیین نمبر اس وعدے پر منگوایا تھا۔ کہ فروخت کرکے تمام حساب بھجوا دیا جائیگا۔ چونکہ ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ایسے اصحاب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ مہربانی کرکے اپنا اپنا حساب جلد بے باق فرمائیں اور علیحدہ یاددہانی کی ضرورت نہ سمجھیں۔ (مینیجر الفضل)

الفضل کی اشاعت

تمام خیر خواہانِ الفضل کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ماہ جون میں جس قدر خریدار الفضل کے تھے۔ ماہ نومبر میں ان سے ایک سو پچاس کم ہیں۔ جس سے ناظرین کرام اپنا فرض پہچان سکتے ہیں۔ ہم تو ایک اخبار ہفتہ میں زائد دے رہے ہیں۔ جس سے خرچ ڈیوڑھا ہو گیا ہے۔ اب اگر خریدار بھی کم ہو گئے۔ اور کم از کم ۵۰۰ خریدار حسب وعدہ نہ بڑھیں گے۔ اور اس کے متعلق پوری پوری کوشش نہ کی جائیگی۔ تو کام چلانا دشوار ہو جائیگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے اصحاب ابھی سے الفضل کی اشاعت کے اہم ترین کام کو اپنے پیش نظر رکھکر جدوجہد شروع کر دیں گے۔ (مینیجر الفضل)

سرفراز کا رجب نمبر

حسب معمول سالانہ امسال بھی سرفراز کا رجب نمبر نہایت اہتمام کے ساتھ شایع کیا جا رہا ہے۔ جو با تصویر اور کتابی صورت میں ہوگا۔ اس نمبر کے خصوصیات کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ تمام مسلمان سرفراز کے رجب نمبر اور محرم نمبر کی خصوصیات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور اس کے گذشتہ نمبر ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۸ر

مشتہرین کے لئے نادر موقع

اس نمبر میں جو کہ انشاء اللہ دس ہزار کی تعداد میں شایع ہوگا۔ اشتہار دے کر فائدہ اٹھانے کا بہترین موقعہ ہے۔ (مینیجر اخبار سرفراز لکھنؤ)

خانیوال میں جلسہ

خانیوال منڈی میں ۲۹ر نومبر ۳۰ء کو جلسہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ مرکز سے علماء تشریف لائینگے۔ ارد گرد کے احمدی احباب کو ضرور شامل ہونا چاہئے۔ اور بستر ہمراہ

سکنی اراضی کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

اب جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ اس تقریب پر زمینوں کی قیمت میں عموماً رعایت کی جاتی ہے۔ اس سال معمول سے زیادہ رعایت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور رعایت کی میعاد بڑھا دی گئی ہے۔ یہ رعایت ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء سے لیکر ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء تک رہیگی۔ محلہ دار البرکات (بالمقابل ریلوے سٹیشن) اور محلہ دار الرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اصل قیمت دار البرکات میں برلب سڑک کلاں یعنی بازار ریلوے روڈ ۳۵ فی مرلہ اور اندرون محلہ ۲۵ اور ۲۰ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب ۲۷ اور ۲۰ اور ۱۵ فی مرلہ کر دی گئی ہے۔ محلہ دار الرحمت میں اصل قیمت ۲۵ فی مرلہ برلب سڑک کلاں اور اندرون محلہ ۲۰ اور ۱۵ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب ۲۰ اور ۱۵ اور ۱۵ کر دی گئی ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جلسہ سالانہ کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ ابھی سے آرڈر بھیجدیں۔ کیونکہ بہت تھوڑے قطعات قابل فروخت ہیں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ یہ رعایت صرف نقد اور یکمشت قیمت ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔ والسلام

خاکسار:- مرزا بشیر احمد قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے
نوٹس

اس ٹائم ٹیبل میں جو یکم ستمبر ۱۹۳۰ء سے جاری ہے یکم دسمبر ۱۹۳۰ء سے حسب ذیل تبدیلیاں کی جائینگی۔

(الف) اس غرض سے کہ چک جھمرہ میں مناسب میل ہو سکے نمبر ۱۹۱ اپ نمبر ۱۹۳ اپ اور نمبر ۱۹۴ ڈاؤن پسنجر گاڑیاں جو چنیوٹ اور چک جھمرہ کے درمیان چلتی ہیں حسب ذیل اوقات پر چلینگی

۱۹۴ ڈاؤن	۱۹۱ اپ	۱۹۳ اپ
روانگی چنیوٹ ۱۱-۵	آمد چنیوٹ ۹-۵	آمد چنیوٹ ۱۳-۳۵
آمد چک جھمرہ ۱۲-۱۰	روانگی از چک جھمرہ ۸-۰	روانگی از چک جھمرہ ۱۲-۴

(ب) صبح و شام آنے جانے والی گاڑی سے پبلک کو آرام پہنچانے کے لئے جیکب آباد اور کشمور کے درمیان ایک زاید اپ اور ڈاؤن گاڑی اس لائن پر جاری کی جائیگی۔ جس کے اوقات حسب ذیل ہونگے:

۱۲ ڈاؤن	۱۱ اپ
روانگی از کشمور ۱۵-۴۵	آمد کشمور ۱۱-۰
آمد جیکب آباد ۲۰-۴۵	روانگی از جیکب آباد ۶-۰

اس کے نتیجہ کے طور پر ۱۰ ڈاؤن پسنجر بجائے ۱۰-۴۸ کے ۱۱-۳۰ پر کشمور سے چلا کریگی۔ اور جیکب آباد میں ۱۷-۱۵ پر حسب سابق پہنچا کریگی

(ج) محمود کوٹ اور غازی گھاٹ کے درمیان ۱۴ ڈاؤن اور ۱۵ اپ لوکل گاڑی جو ۱۵ کو منسوخ کی گئی تھی پھر جاری ہو جائیگی۔ اور حسب ذیل سابقہ اوقات پر ہی چلا کریگی۔

۱۴ ڈاؤن	۱۵ اپ
روانگی محمود کوٹ ۱۹-۴۰	آمد محمود کوٹ ۹-۲۶
آمد غازی گھاٹ ۲۰-۲۰	روانگی غازی گھاٹ ۸-۴۰

مسافروں کے آرام کے لئے ۱۳ اپ (وزیر آباد اور نارووال کے درمیان) ۴۳ اپ (راہوں پھگواڑہ کے درمیان) اور ۸ ڈاؤن (قادیان مغلاں اور بٹالہ کے درمیان) کے اوقات میں حسب ذیل تبدیلی کر دی جائیگی۔

۱۳ ڈاؤن	۴۳ اپ
روانگی وزیر آباد ۱۶-۱۸	روانگی راہوں ۹-۵۳
آمد سیالکوٹ ۱۷-۴۷	آمد نواں شہر دوآبہ ۱۰-۸
روانگی از سیالکوٹ ۱۸-۱۲	روانگی " " ۱۰-۵۵
آمد نارووال ۲۱-۴۵	آمد پھگواڑہ ۱۲-۵

۸ ڈاؤن	۱۳ اپ
روانگی از بٹالہ ۱۹-۴۶	آمد بٹالہ ۱۷-۲۰
آمد قادیان مغلاں ۲۰-۲۴	روانگی قادیان مغلاں ۱۶-۴۴

ضلع لاہور میں ایک شہری جائداد
رہن ملتی ہے

۶۱

ضلع لاہور کے ایک آباد شہر میں ایک صاحب اپنی غلہ منڈی کی دوکانیں و احاطہ جات وغیرہ جن کا کرایہ کم و بیش چار سو روپیہ ماہوار ہے بتایا جاتا ہے۔ ایک اشد ضرورت کی وجہ سے رہن باقبضہ رکھنا چاہتے ہیں۔ جس شہر میں یہ منڈی ہے وہ کپاس اور گندم اور توریہ کی پیداوار کے لئے اچھی شہرت رکھتا ہے۔ اور یہ منڈی ایک خاصی بارونق منڈی ہے۔ زر رہن پینتیس ہزار روپیہ ۳۵۰۰۰ مقرر کیا گیا ہے۔ خواہشمند احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خط و کتابت پتہ ذیل پر کیجاوے:۔ (ب۔ الف) معرفت مینیجر صاحب الفضل قادیان

ضرورت ملازمین

(۱) ایک پنشنر جے۔ اے۔ وی یا ایس اے۔ وی کی ضرورت ہے۔ ایک پرائیویٹ ٹیوشن کے لئے۔ خوراک اور رہائش مفت۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ سروس کم از کم ایک سال۔

(۲) ایک ادھیڑ عمر کی استانی کی ضرورت ہے۔ جو خورد سال لڑکے لڑکیوں کو پڑھائے۔

(۳) ایک پنشنر ویٹرنری ڈاکٹر کی ضرورت ہے

(۴) ایک بزاز دوکان دار اور

(۵) ایک پنساری دوکاندار کی ضرورت ہے۔

والسلام

ناظر امور عامہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— بمبئی ۲۰ر نومبر۔ تازہ ترین اندازہ کے مطابق اسوقت تک اسی ہزار کسان باردولی سے ہجرت کر چکے ہیں۔ جنہوں نے ٹیکس دینے سے انکار کر دیا ہے ؛

——— بمبئی ۲۰ر نومبر کل رات کو اسلحہ اور بارود کی ایک دوکان میں پراسرار چوری کی واردات ہو گئی۔ ۹ پستول اور ۱۰ خنجر چوری ہو گئے ہیں۔ کارتوسوں کی کافی تعداد بھی گم ہے۔

——— دہلی ۲۰ر نومبر۔ گزٹ آف انڈیا کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ (نیا فوجداری قانون) ۱۹۳۰ء آج سے دہلی کے صوبہ میں نافذ کر دیا گیا ہے ؛

——— پشاور ۲۰ر نومبر۔ ایڈمنسٹریٹر مارشل لاء پشاور نے حکم جاری کیا ہے کہ تمام فصلیں سوائے سبزی ترکاری کے جو پشاور چھاؤنی کی حدود سے ..اگز کے اندر اندر ہیں کاٹ دی جائیں تاحکم ثانی چھاؤنی کی حدود سے ..اگز کے اندر اندر سوائے سرشوم مرچ۔ نستقتال۔ اور دیگر سبزیوں کے اور کوئی فصل بوئی نہ جائے ...اگز کے فاصلہ کے اندر کوئی عمارت نہ بنائی جائے ۔

——— کرنل ہارپر نیلسن پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور انبالہ گئے ہیں۔ آپ وہاں کے سول سرجن کی امداد سے مسٹر ٹیمیل کا طبی معائنہ کرینگے

——— لندن ۲۰ر نومبر۔ کنزرویٹو پارٹی کے لیڈروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ہوس آف کامنز میں جلدی ہی مزدور گورنمنٹ پر عدم اعتماد کا ووٹ پیش کرینگے۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ایمپائر ٹریڈ کو وسعت دینے کی نسبت کوئی موثر تجویز مرتب کرنے میں ناکام رہی ہے

——— کلکتہ ۲۰ر نومبر۔ تمام شب بارش ہوتی رہی ۲ء۴۲ ۷۲ء۱ انچ پانی برسا۔ میمن سنگھ۔ مالدہ۔ سراج گنج اور کانڈی میں بھی موسلادھار بارش ہوئی۔ فصلوں کو بہت نقصان ہوا ہے ؛

——— نئی دہلی کے افتتاح کی یادگار قائم کرنے کے لئے ۱۹۳۱ء میں جب یہ رسم ادا ہوگی۔ تو تصویر دار ڈاکخانہ کے ٹکٹ جاری کئے جائینگے۔ ایک پیسہ کے ٹکٹ پر پرانا قلعہ۔ نصف آنہ کے ٹکٹ پر فتح گڑھ۔ ایک آنہ کے ٹکٹ پر کونسل ہاؤس۔ دو آنے کے ٹکٹ پر وائسرائے ہوس۔ اور ۳ آنے کے ٹکٹ پر گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر کی تصاویر ہونگی۔

——— لنڈن ۲۰ر نومبر۔ گول میز کانفرنس کے موجودہ جلسہ کے آخری اجلاس میں عام بحث کو ختم کرتے ہوئے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیراعظم نے کہا۔ اے میرے ہندوستانی دوستو۔ اس کانفرنس کے متعلق آپ کو جو بات سب سے پہلے کرنی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ اس بات کا یقین کرلیں۔ کہ ہم اس منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں سے زمانہ ماضی کی نسبت ایک مختلف مستقبل سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ ہم نے ایسی قابل یادگار تقریریں سنی ہیں۔ جن سے ہندوستان کے اندرونی خیالات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ تقریریں ایسی نہیں۔ کہ اگر اختلاف دور ہو گئے۔ تو اس کانفرنس سے آپ ہندوستان کو اور ہم دارالعوام کو ناکام واپس جائیں۔ بلکہ یہ تقریریں ایسی ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں حقائق کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ تاکہ ہم ان پر غالب آجائیں۔ اور ان کی بنا پر کوئی سمجھوتہ کرلیں۔ میرے سامنے اقلیتوں کے جو نمائندے بیٹھے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جو کچھ انہوں نے یہاں پیش کیا ہے۔ اسے بہرے کانوں سے نہیں سنا گیا۔ آپ لوگوں میں سے جو لوگ سیاسیات میں دلچسپی لیتے ہیں۔ جب وہ یہاں سے واپس جائیں گے۔ تو سیاسیات پر غور کرنے کا نیا نقطۂ نگاہ پیدا کرلیں گے۔ اور یہ نقطۂ نگاہ ذمہ دار شخص کا نقطہ نگاہ ہوگا۔ حکومت ہر اس عہد کو تسلیم کرتی ہے۔ جو سرکاری طور پر کیا گیا۔ اور یہ کانفرنس اسی وجہ سے بلائی گئی ہے۔ کہ ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اس کانفرنس کے اجلاس میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گی۔ اب آپ ہمیں اپنے تجربہ کے مطابق دستور اساسی کا ایک ایسا خاکہ تیار کر دیں۔ جو آپ کے روحانی خیالات کا ایک جزو بنا رہا ہو۔ اور جو آپ کو یہ دستور اساسی تیار کرنے میں مدد دیگے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ ان اجزائے ترکیبی کی نوعیت کیا ہوگی۔ جن سے ہم فیڈریشن تیار کرنا چاہتے ہیں۔ مرکزی ترکیبی عمارات کس کس قسم کی ہوگی۔ اور اس عمارت کا صوبجات سے کس قسم کا تعلق ہوگا۔ اور ریاستوں کے ساتھ اس کا کیا رشتہ ہوگا۔ اقلیتوں اور خاص مفادات کی رضامندی اور اتحاد حاصل کرنے کے لئے کیا سامان بہم پہنچائے جائیں گے۔ میرے دوستو! عدہ بحث و مباحثہ والی تقریریں ان سوالات کا حل نہیں کرسکتیں اور نہ ان سے کوئی تصفیہ ہو سکتا ہے۔ آپ کا اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپس میں بیٹھ کر ان سوالات کا عملی جواب دیں۔ جو پارلیمنٹ کے ایکٹ میں تبدیل کئے جا سکتے ہیں۔ اسے فیڈریشن کہیں یا اسے دستور اساسی یا جو نام چاہیں رکھ لیں۔ لیکن یہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جس میں دو اصولی ضروریات کا پاس رکھا جائے۔ پہلا اصول یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایسا دستور اساسی مرتب کیا جائے۔ جس پر عمل ہو سکے۔ ایسا دستور تیار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جو قابل عمل نہ ہو۔ اس سے نہ تو آپ کی مشکلات حل ہونگی۔ اور نہ ہماری دور ہو سکیں گی۔ دستور اساسی ایسا تیار کرنا چاہیئے۔ کہ وہ مستقل حیثیت رکھنے کا اہل ہو۔ ہم یہاں پر ایک ہنگامی دستور اساسی طیار کرنے کے لئے جمع نہیں ہوئے۔ جسے آپ کی اولاد اور بعد کی نسلیں صرف اس لئے پرستش کریں۔ کہ یہ ان کا ایک متبرک ترکہ ہے۔ اس لئے دستور اساسی قابل عمل اور ترقی پذیر اور ایسا ہو۔ کہ مسلسل جاری رہے۔ اور اس کے تیار کرنے میں ہندوستانی آراء اور ہندوستانی تجربے کو زیادہ دخل حاصل ہو۔

——— جائنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ کسی شخص کو پنجاب یونیورسٹی کی مطبوعات کا ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں ہے

——— لاہور ۲۲ر نومبر۔ آج مس ایم۔ ایم زتشی اور بہت دیگر رہا شدہ عورتوں کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جو مختلف بازاروں سے گذر کر لاجپت رائے ہال پر ختم ہوا۔ لوگوں نے مکانات کے چھتوں پر سے پھول برسائے۔

——— بمبئی ۲۰ر نومبر۔ آج مولجی جیٹھا مارکیٹ میں قریباً دو سو تھوک فروش بزازوں نے دکانیں کھول دیں۔ یہ کانگرس کے لیڈروں کے آگے ہتھیار ڈال دینے سے صریحی انکار ہے۔ کیونکہ یہ مارکیٹ انڈین پیس گڈز ایسوسی ایشن کی منظور کردہ قرارداد کے مطابق تین ماہ سے بند پڑی تھی ؛

——— کوئٹہ ۲۰ر نومبر۔ وہ مشین گن جس کے متعلق بیان کیا گیا تھا۔ کہ نمبر۱ آرمرڈ کار کمپنی سے چرا کر پانچ سو پر ایک کباڑی کے ہاتھ فروخت کی گئی۔ ایک سو بیس فٹ گہرے کنوئیں میں سے دستیاب ہو گئی ہے ؛

——— ۲۳ر نومبر کو لاہور کے مسلم اکابر کا ایک اجتماع ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی دعوت پر برکت علی مسلم ہال میں بدیں غرض منعقد ہوا۔ کہ حالات حاضرہ کے اعتبار سے شمالی ہند کے مسلمانوں کی ایک خاص کانفرنس کا انعقاد ضروری ہے۔ جس میں صوبہ سرحد، بلوچستان، پنجاب وسندھ کے نمائندے شریک ہوں۔ تمام حاضرین مجلس استقبالیہ کے ممبر بن گئے۔ کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ اور دوسرے ضروری امور و معاملات کا فیصلہ مجلس استقبالیہ کے آئندہ اجلاس میں ہوگا ؛

——— دہلی ۲۷ر نومبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ انگلستان کے باخبر حلقے لارڈ ارون کے بعد مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے وائسرائے مقرر ہونے کے امکان پر بحث و تمحیص کر رہے ہیں۔ اگر مسٹر میکڈانلڈ ہندوستان کے وائسرائے بنا دیئے گئے۔ تو متعدد ذاتی وسیاسی مسائل حل ہو جائیں گے۔ اور دارالامراء میں داخل ہو جانا حزب العمال کے پہلے وزیر اعظم کے لئے زبردست اعزاز کا باعث ہوگا ؛

——— مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی ۲۲ر نومبر کو امرتسر میں وفات پا گئے۔ مرحوم سید اسمٰعیل صاحب غزنوی کے والد تھے ؛

——— آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا بیالیسواں اجلاس ۲۷ سے ۳۰ دسمبر تک بنارس میں منعقد ہوگا ؛

——— جیسور میں ۲۳ر نومبر کو پولیس نے دو مکانات کی تلاشی لی اور سات بم برآمد کئے۔

——— مشرقی افریقہ کی انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس ۲۶ر دسمبر کو نیروبی میں منعقد ہوگا۔ دیوان چمن لال سے بحری تار کے ذریعے صدارت کی درخواست کی گئی ہے ؛

——— پنڈت مالویہ نینی جیل میں بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ درجہ حرارت

([illegible] پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)